قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

منگل 08 دسمبر 2020ء | 22 ربیع الثانی 1442ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:290

ارشادِ باری تعالیٰ

وَقَالَ الرَّسُوۡلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِی اتَّخَذُوۡا ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَہۡجُوۡرًا ﴿۳۱﴾

(الفرقان: 31)

ترجمہ: اور رسول کہے گا اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

ایک روایت میں آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قرآن کے ماننے والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرو اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دو۔ اور اس کے الفاظ کو صحیح طریق سے پڑھو اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اس کی وجہ سے کسی دنیاوی فائدے کی خواہش نہ کرنا۔ بلکہ خدا کی خوشنودی کے لئے اس کو پڑھنا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)۔ یعنی صرف اس کو زبانی سہارا نہ بناؤ، قرآن کریم رکھا ہوا ہے اور پڑھ رہے ہیں۔ بلکہ اس کو پڑھو اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔ اس کے الفاظ و معانی پر غور کرو اور پھر اس کا پڑھنا خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہو، نہ کہ ذاتی فائدے اٹھانے کے لئے جس طرح آج کل بعض لوگ کرتے ہیں۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت عبیدہ الملیکی رضی اللہ عنہ جو صحابہ میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قرآن! قرآن پڑھے بغیر نہ سویا کرو۔ اور اس کی تلاوت رات کو اور دن کے وقت اس انداز میں کرو جیسے اس کی تلاوت کرنے کا حق ہے۔ اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو خوش الحانی سے پڑھا کرو۔ اور اس کے مضامین پر غور کیا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

(مشکوٰۃ المصابیح۔ کتاب فضائل القرآن الباب الاوّل، الفصل الثالث حدیث نمبر ۲۲۱۰)

یعنی قرآن کریم کو پڑھو بھی اس کی تعلیم کو پھیلاؤ بھی اور اس پر عمل بھی کرو۔ دوسروں کو بھی بتاؤ۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس کا حافظ ہے وہ ایسے لکھنے والوں کے ساتھ ہو گا جو بہت معزز اور بڑے نیک ہیں۔ اور وہ شخص جو قرآن کریم کو پڑھتا ہے اور اس کی تعلیمات پر شدت سے کاربند ہوتا ہے اس کے لئے دوہرا اجر ہو گا۔

(بخاری، کتاب التفسیر- تفسیر سورۃ عبس- حدیث نمبر ۴۹۳۷)

تو زیادہ اجر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی ہے۔ اور عمل اسی وقت آئے گا جب اس کے مفہوم کو سمجھ سکیں گے۔ اور آپؐ اس کی بار بار تلقین اس لئے فرماتے تھے کہ قرآن کریم پڑھو اور سمجھو کہ قرآن کریم کو گھروں میں صرف سجاوٹ کا سامان نہ بنا کے رکھو یا صرف یہی نہیں کہ پڑھ لیا اور عمل نہ کیا بلکہ عمل سے ہی درجات بلند ہوتے ہیں۔ پھر ایک اور ترغیب دیتے ہوئے آپؐ فرماتے ہیں

بقیہ صفحہ 6 پر

اس شمارہ میں

- بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے (منظوم)
- تمباکو کے نقصانات اور جماعت کو اس کے ترک کی تحریک
- خلافت جوبلی کا بابرکت سال مَیں نے کیسے گزارا
- صحت و تندرستی بیش بہا نعمت

فرمانِ رسول ﷺ

ویران گھر

حضرت (عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص جس کے دل میں قرآن کریم کا کچھ حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

(ترمذی ابواب فضائل القرآن)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

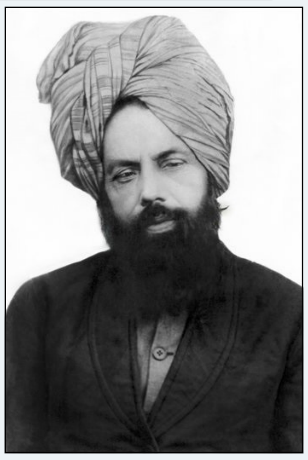

ترقی کے گُر

لوگ چاہتے ہیں کہ ترقی ہو مگر وہ نہیں جانتے کہ ترقی کس طرح ہوا کرتی ہے۔ دنیاداروں نے تو یہی سمجھ لیا ہے کہ یورپ کی تقلید سے ترقی ہو گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ترقی ہمیشہ راستبازی سے ہوا کرتی ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے نمونہ رکھا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی جماعت کا نمونہ دیکھو۔ ترقی اسی طرح ہو گی جیسے پہلے ہوئی تھی۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ پہلے جو ترقی ہوئی وہ اصلاح اور تقویٰ اور راستبازی سے ہوئی تھی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے جویا ہوئے اور اس کے احکام کے تابع ہوئے۔ اب بھی جب ترقی ہو گی۔ اسی طرح ہو گی۔

سید احمد خاں قومی قومی کہتے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ وہ ایک بیٹے کی بھی اصلاح نہ کر سکے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دعویٰ کرنا اَور چیز ہے اور اس دعویٰ کی صداقت کو دکھانا اَور بات۔ اصل یہی ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں سکھایا ہے۔ جب تک مسلمان قرآنِ شریف کے پُورے متبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ جس قدر وہ قرآن شریف سے دُور جا رہے ہیں اسی قدر وہ ترقی کے مدارج اور راہوں سے دُور جا رہے ہیں۔ قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تجارت، زراعت اور ذرائع معاش سے جو حلال ہوں، منع نہیں کیا۔ مگر ہاں اس کو مقصود بالذات قرار نہ دیا جاوے بلکہ اس کو بطور خادمِ دین رکھنا چاہیے۔ زکوٰۃ سے بھی یہی منشا ہے کہ وہ مال خادمِ دین ہو۔

خوب یاد رکھو کہ اصل طریق ترقی کا یہی ہے۔ جب تک قوم اللہ تعالیٰ کے لیے قدم نہیں اُٹھاتی اور اپنے دلوں کو پاک و صاف نہیں کرتی کبھی ممکن نہیں کہ یہ قوم ترقی کر سکے۔ یہ خیال محض غلط ہے کہ صرف انگریزی پڑھنے اور انگریزی لباس پہننے اور شراب پینے اور فسق و فجور میں مبتلا ہونے سے ترقی ہوسکتی ہے۔ یہ تو ہلاک کرنے کی راہ ہے۔ نوح علیہ السلام کے زمانہ میں جو قوم رہتی تھی کیا وہ معاش اور آسائش کے سامان نہ رکھتے تھے؟ کیا وہ انگریزی ہی پڑھے ہوئے تھے؟ اسی طرح لُوط علیہ السلام کے زمانہ میں بھی معاش کے ذریعے تھے۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی معاش کے بعض ذریعے ہیں جن میں سے ایک یہ زبان بھی ہے جو معاش کا ذریعہ سمجھی گئی ہے لیکن وہ زبان جو خدا تعالیٰ کی زبان ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے علم و معرفت کی کنجی بنایا ہے۔ جب انسان تعصّب سے پاک ہو کر تدبر سے قرآن شریف کو دیکھے گا اور اعراض صوری اور معنوی سے باز رہے گا بلکہ دعاؤں میں لگا رہے گا تب ترقی ہو گی۔

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 29تا30۔ ایڈیشن 1984ء)

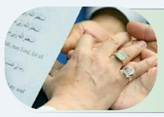

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے متعلق
حضرت مصلح موعودؓ کے بیان فرمودہ بعض واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ہی مزید بیان فرماتے ہیں:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے کہ ’’آگ سے ہمیں مت ڈراؤ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 211۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے 1903ء میں جب ایک شخص عبدالغفور نے جو اسلام سے مرتد ہو کر آریہ ہو گیا تھا اور اس نے اپنا نام دھرمپال رکھ لیا تھا۔ ’’ترک اسلام‘‘ نام کی کتاب لکھی تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب لکھا جو ’’نور الدین‘‘ کے نام سے شائع ہوا۔ یہ کتاب روزانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنائی جاتی تھی۔ جب دھرم پال کا یہ اعتراض آیا کہ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ ٹھنڈی ہوئی تھی تو دوسروں کے لئے کیوں نہیں ہوتی اور اس پر حضرت خلیفہ اول کا یہ جواب سنایا گیا کہ اس جگہ نار سے ظاہری آگ مراد نہیں بلکہ مخالفت کی آگ مراد ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس تاویل کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے بھی خدا تعالیٰ نے ابراہیم کہا ہے۔ اگر لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کس طرح ٹھنڈی ہوئی تو وہ مجھے آگ میں ڈال کر دیکھ لیں کہ آیا میں اس آگ میں سے سلامتی کے ساتھ نکل آتا ہوں یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب ’’نور الدین‘‘ میں یہی جواب لکھا اور تحریر فرمایا کہ ’’تم ہمارے امام کو آگ میں ڈال کر دیکھ لو۔ یقیناً خدا تعالیٰ اپنے وعدے کے موافق اسے اس آگ سے اسی طرح محفوظ رکھے گا جس طرح اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محفوظ رکھا تھا۔‘‘

(نور الدین صفحہ 146) (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 614)

ایک موقعہ پر آپ نے اس کی مزید تفصیل بھی بیان کی نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے معجزات کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس کتاب کا ذکر ہو چکا ہے جب ’’حضرت خلیفہ اولؓ یہ کتاب نور الدین لکھ رہے تھے تو اس میں آپ نے لکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا جو ذکر ہے اس سے مراد لڑائی کی آگ ہے۔ آپ نے خیال کیا کہ آگ میں پڑ کر زندہ بچنا تو مشکل ہے اس لئے آگ سے مراد لڑائی کی آگ لی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان دنوں بسراواںؔ کی طرف سیر کے لئے جایا کرتے تھے۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) مجھے یاد ہے (کہ) مَیں بھی ساتھ تھا۔ کسی نے چلتے ہوئے کہا کہ حضور بڑے مولوی صاحب نے بڑا لطیف نکتہ بیان کیا ہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ جو لوگ عام طور پر عقلی باتوں کی طرف زیادہ راغب ہوں وہ ایسی باتوں کو، اس طرح کی تاویلیں اور نکتے بہت پسند کرتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قریباً ساری سیر میں اس بات کا ردّ کرتے رہے اور فرمایا کہ ہمیں الہام ہوا ہے کہ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اگر اللہ تعالیٰ نے ایسا سلوک کیا تو کیا بعید ہے (کہ آگ میں ڈالا ہو)۔ کیا طاعون آگ سے کم ہے اور دیکھ لو کیا یہ کم معجزہ ہے کہ چاروں طرف طاعون آئی مگر ہمارے مکان کو اللہ تعالیٰ نے اس سے محفوظ رکھا۔ پس اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے بچا لیا ہو تو کیا بعید ہے۔ ہماری طرف سے مولوی صاحب کو کہہ دو کہ یہ مضمون کاٹ دیں۔ چنانچہ جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے انہوں نے کاٹ دیا اور پھر نئے فقرات لکھے‘‘۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) ’’معجزات کے بارے میں انبیاء ہی کی رائے صحیح سمجھی جا سکتی ہے کیونکہ وہ اُن کی دیکھی ہوئی باتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ آدھ آدھ گھنٹہ باتیں کرتا ہے، سوال کرتا اور جواب پاتا ہے اس کی باتوں تک تو خواص بھی نہیں پہنچ سکتے کجا یہ کہ عوام الناس جنہوں نے کبھی خواب ہی نہیں دیکھا اور اگر دیکھا ہو تو ایک دو سے زیادہ نہیں اور پھر اگر زیادہ بھی دیکھیں تو دل میں تردّد رہتا ہے کہ شاید یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے یا نفس کا ہی خیال ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) مگر جو یہ کہتے ہیں کہ اِدھر ہم نے سونے کے لئے تکیے پر سر رکھا اُدھر یہ آواز آنی شروع ہوئی کہ دن میں تمہیں بہت گالیاں لوگوں نے دی ہیں۔ یعنی سارا دن تمہیں بہت گالیاں ملی ہیں مگر فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ اور تکیے پر سر رکھنے سے لے کر اٹھنے تک اللہ تعالیٰ اسی طرح تسلّی دیتا رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بعض دفعہ ساری ساری رات یہی الہام ہوتا رہتا ہے کہ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ۔ میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) دوسرے لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے بزرگ اور نیک لوگ ایک حد تک سمجھ

بقیہ صفحہ 8 پر

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے

بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے
حاصل ہو تم کو دید کی لذت خدا کرے

توحید کی ہو لب پہ شہادت خدا کرے
ایمان کی ہو دل میں حلاوت خدا کرے

پڑ جائے ایسی نیکی کی عادت خدا کرے
سرزد نہ ہو کوئی بھی شرارت خدا کرے

حاکم رہے دلوں پہ شریعت خدا کرے
حاصل ہو مصطفےٰؐ کی رفاقت خدا کرے

مٹ جائے دل سے زنگِ رذالت خدا کرے
آجائے پھر سے دورِ شرافت خدا کرے

مل جائیں تم کو زہد و امانت خدا کرے
مشہور ہو تمہاری دیانت خدا کرے

بڑھتی رہے ہمیشہ ہی طاقت خدا کرے
جسموں کو چھو نہ جائے نقاہت خدا کرے

مل جائے تم کو دین کی دولت خدا کرے
چمکے فلک پہ تارۂ قسمت خدا کرے

ٹل جائے جو بھی آئے مصیبت خدا کرے
پہنچے نہ تم کو کوئی اذیت خدا کرے

منظور ہو تمہاری اطاعت خدا کرے
مقبول ہو تمہاری عبادت خدا کرے

(کلام محمود صفحہ 252-253)

تبرکات حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

تمباکو کے نقصانات اور جماعت کو اس کے ترک کی تحریک

برائیوں کی اقسام

جس طرح نیکیوں کی بہت سی اقسام ہیں۔ اس طرح بدیوں کی بھی بہت سی قسمیں ہیں۔ بعض بدیاں اپنی ذات میں بہت ہی اہم اور خطرناک ہوتی ہیں مگر وہ عموماً بدی کے ارتکاب کرنے والے کی ذات تک محدود رہتی ہیں اور دوسروں تک ان کا اثر جلدی نہیں پہونچتا لیکن اس کے مقابل پر بعض بدیاں ایسی ہوتی ہیں کہ گو وہ اپنی ذات میں زیادہ اہم اور خطرناک نہ ہوں لیکن ان کے متعدی ہونے کا پہلو بہت غالب ہوتا ہے اور وہ ایک تیز آگ کی طرح اپنے ماحول میں پھیلتی جاتی ہیں۔

تمباکو اور زردہ

ان موخرالذکر خرابیوں میں سے تمباکو اور زردہ کا استعمال نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور آج کل تو اس مرض نے ایسی عالمگیر وسعت حاصل کرلی ہے کہ شائد دنیا کی کوئی اور خرابی اس کی وسعت کو نہیں پہونچتی۔ مرد، عورت، بچے، بوڑھے، امیر، غریب سب اس مرض کا شکار نظر آتے ہیں۔ اور چونکہ انسانی فطرت میں تنوع کی محبت بھی داخل ہے اس لئے تمباکو کے استعمال کو اس کی وسعت کے مناسب حال تنوع بھی غیرمعمولی طور پر نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ حقہ، سگریٹ، سگار اور بیڑی مع اپنی گوناگوں اقسام کے اور پھر زردہ اور نسوار وغیرہ تمباکو کے استعمال کی ایسی معروف صورتیں ہیں کہ اس اضافہ کا بچہ بچہ ان سے واقف ہے اور یہ عادت مشرق ومغرب کی حدود سے آزاد ہوکر دنیا کے کونے کونے میں راسخ ہوچکی ہے اور دیہات وشہروں ہردو میں ایک سی حکومت جمائے ہوئے ہے۔

خفیف قسم کا نشہ یا خمار

میں چونکہ خدا کے فضل سے اس مذموم عادت کی کسی نوع میں بھی کبھی مبتلا نہیں ہوا اور بچپن سے اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا آیا ہوں۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ تمباکو میں وہ کونسی کشش ہے جس نے دنیا کے کثیر حصہ کو اس کا گرویدہ بنا رکھا ہے لیکن سننے سنانے سے جو کچھ معلوم ہوا ہے نیز جو کچھ اس عادت میں مبتلا لوگوں کے دیکھنے سے اندازہ لگایا جاسکا ہے اس کا خلاصہ یہی ہے کہ اس عادت کی وسعت محض اس خفیف قسم کے نشہ یا خمار کی بناء پر ہے جو تمباکو کا استعمال پیدا کرتا ہے اور لوگ اپنے فارغ اوقات کاٹنے یا اپنے فکروں کو غرق کرنے یا یونہی ایک گونہ حالت سکر وخمار پیدا کرنے کی غرض سے اس مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اور چونکہ دوسری طرف کسی مذہب نے بھی تمباکو کے استعمال کو حرام قرار نہیں دیا۔ اس لئے بڑی جرأت اور دلیری سے ہر شخص اس عادت میں مبتلا ہوجاتا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ یہ مرض روزبروز سرعت کے ساتھ بڑھتا جارہا ہے لیکن غور کیا جائے تو تمباکو کا استعمال اپنے اندر بہت سے دینی اور اخلاقی اور جسمانی اور اقتصادی نقصانات کا حامل ہے۔ جن کی طرف سے کوئی عقلمند اور ترقی کرنے والی قوم آنکھیں بند نہیں کرسکتی۔

مختصر طور پر تمباکو کے نقصانات مندرجہ ذیل صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

دینی واخلاقی لحاظ سے نقصان

اول: دینی اور اخلاقی لحاظ سے

(الف) تمباکو کے استعمال میں ایک خفیف قسم کے خمار یا سکر کی آمیزش ہے۔ اس لئے خواہ تھوڑے پیمانہ پر ہی سہی مگر بہرحال وہ اپنی اصل کے لحاظ سے ان نقصانات سے حصہ پاتا ہے جو شراب کے تعلق میں اسلام نے بیان کئے ہیں۔ اسی واسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر تمباکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو میں یقین کرتا ہوں کہ آپ اس کے استعمال سے منع فرماتے۔

(ب) تمباکو کے استعمال سے خواہ وہ حقہ اور سگریٹ کی صورت میں ہو یا زردہ اور نسوار کی صورت میں، انسان کو بسااوقات ایسی مجالس یا صحبت یا سوسائٹی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے جو دینی یا اخلاقی لحاظ سے اچھی نہیں ہوتی۔ بے شک اس نقصان کا دروازہ سب صورتوں میں کھلا نہیں ہوتا لیکن بہت سی صورتوں میں اس کا احتمال ضرور ہوتا ہے اور چونکہ حکم کثرت کی بناء پر لگتا ہے اس لئے اس جہت سے بھی اس عادت سے پرہیز لازم ہے۔

(ج) تمباکو کے استعمال سے اوقات کو بےکار طور پر گزارنے اور وقت ضائع کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ افسوس ہے کہ اس زمانہ میں اس نقص کو اکثر لوگ محسوس نہیں کرتے مگر قومی ترقی کے لئے یہ نقص ایک گونہ گھن کا حکم رکھتا ہے۔ اور احمدیوں کو تو خاص طور پر اس نقص کی اصلاح کی طرف توجہ دینی چاہیئے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام ہے کہ اَنْتَ الْمَسِیْحُ الَّذِیْ لَایُضَاعُ وَقْتُہ، یعنی تو خدا کا مسیح ہے جس کا کوئی وقت ضائع نہیں جائے گا۔

(د) حقہ اور سگریٹ کے استعمال سے مونہہ میں ایک طرح کی بو پیدا ہوتی ہے اور گو بُو خود ایک جسمانی نقص ہے مگر اسلام اور احمدیت کی تعلیم سے پتہ لگتا ہے کہ بو خدا کی رحمت کے فرشتوں کو بہت ہی ناپسند ہے اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بو کی حالت میں مسجد میں آنے سے منع فرمایا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے تمباکو کی مذمت میں فرمایا ہے کہ حقہ اور سگریٹ نوش اعلیٰ الہام سے محروم رہتا ہے۔ اسی طرح یہ نقص ایک اہم دینی اور اخلاقی نقص بن جاتا ہے۔

(ھ) تمباکو کے استعمال سے طبی اصول کے ماتحت قوت ارادی کمزور ہوجاتی ہے جو اخلاقی اور دینی لحاظ سے سخت نقصان دہ ہے کیونکہ ایسا شخص نیکیوں کے اختیار کرنے اور بدیوں کا مقابلہ کرنے میں عموماً کم ہمتی دکھاتا ہے۔

جسمانی لحاظ سے نقصانات

دوم:- جسمانی لحاظ سے تمباکو کے مندرجہ ذیل نقص سمجھے جاسکتے ہیں۔

(الف) ایک تو وہی مندرجہ بالا نقص یعنی مونہہ میں بو پیدا ہونا جو ہر طبقہ اور ہر سوسائٹی میں ناپسندیدہ سمجھی گئی ہے اور یقیناً صحت پر بھی بُرا اثر پیدا کرتی ہوگی۔

(ب) تمباکو کے استعمال سے گو عارضی طور پر اس چیز کے عادی شخص کو کسی قدر ہوشیاری اور ہمت محسوس ہوتی ہے لیکن اس کا مستقل اور دائمی اثر یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ قوت ارادی کم ہوتی جاتی اور اعصاب کمزور ہوجاتے ہیں اور یقیناً اگر دوسرے حالات برابر ہوں تو ایک تمباکو کی عادت رکھنے والی

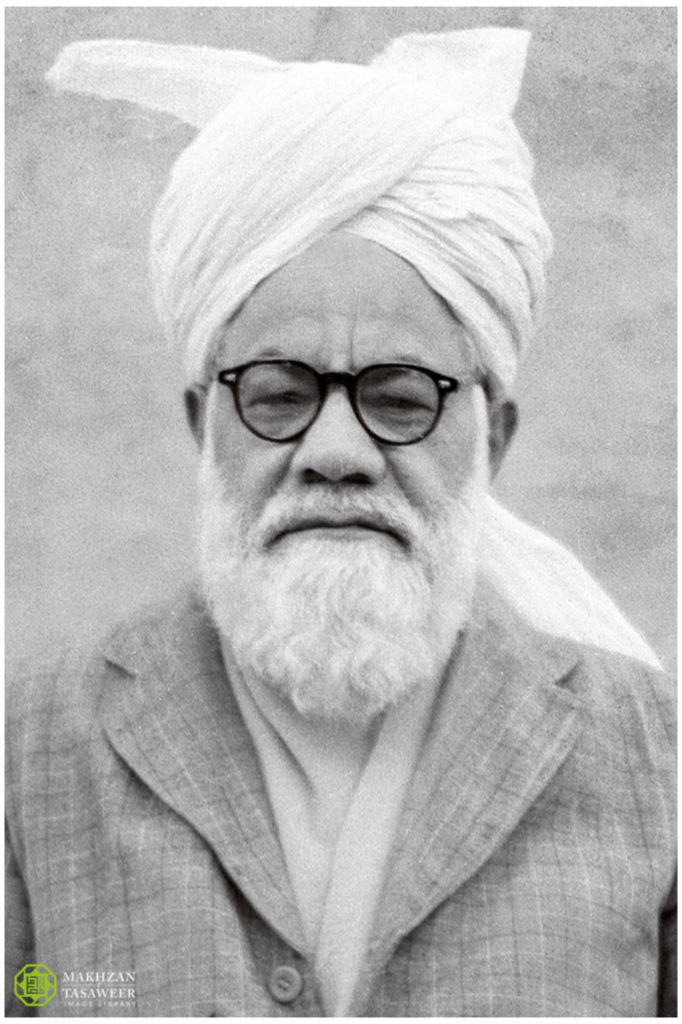

قوم کی صحت فی الجملہ اس قوم سے ادنیٰ ہوگی جو اس عادت سے محفوظ ہے۔

(ج) حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ حقہ یا سگریٹ وغیرہ سے جو دھواں انسان کے جسم کے اندر جاتا ہے وہ انسانی صحت کے لئے مضر ہوتا ہے۔

(د) زردہ اور نسوار کے استعمال سے مسوڑھوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔

اقتصادی لحاظ سے نقصان

سوم:- اقتصادی لحاظ سے تمباکو کے استعمال کے یہ نقصانات ہیں:

(الف) ایک بالکل بےفائدہ اور بےخیر چیز میں مختلف اقوام کا بےشمار روپیہ ضائع چلا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اندازہ کیا جائے تو دُنیا میں ہر سال اربوں روپے کا تمباکو خرچ ہوتا ہوگا اور اغلب یہ ہے کہ اس میں سے کروڑوں روپیہ مسلمان خرچ کرتے ہیں۔ اب دیکھو کہ ایک غریب قوم کے لئے یہ کس قدر بھاری نقصان ہے۔ احمدیوں میں بھی اگر ان کی پنجاب کی آبادی ایک لاکھ سمجھی جائے اور ان میں سے سارے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بیس ہزار اشخاص تمباکو اور زردہ وغیرہ کے عادی قرار دیئے جائیں اور فی کس تمباکو کا سالانہ خرچ دو سے لے کر تین روپے تک سمجھا جائے (حالانکہ غالباً اصل خرچ اس سے زیادہ ہوگا) تو صرف پنجاب کے احمدیوں میں تمباکو اور زردہ کی وجہ سے چالیس سے لے کر ساٹھ ہزار روپے تک سالانہ خرچ ہورہا ہے۔ جو ایک بہت بھاری قومی نقصان ہے۔

اسی طرح تمباکو نوشی افراد کے مالی نقصان کا بھی باعث ہے کیونکہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ غریب غریب لوگ جنہیں پیٹ بھر کر کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ عادت کی وجہ سے تمباکو پر ضرور خرچ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ان کی اقتصادی حالت روزبروز بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے مگر وہ اس نقصان کو محسوس نہیں کرتے۔

(ب) چونکہ حقہ سگریٹ وغیرہ کی وجہ سے وقت بہت ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے پیشہ ور لوگ اس کی وجہ سے مالی نقصان اٹھاتے ہیں کیونکہ جو کام ایک تارکِ تمباکو چار گھنٹہ میں کرتا ہے۔ اسے ایک حقہ نوش عموماً ساڑھے چار گھنٹے میں کرتا ہے اور حساب کرکے دیکھا جائے۔ تو یہ نقصان بھی ایک بھاری قومی نقصان ہے۔

(ج) تمباکو کی وجہ سے قوتِ ارادی کے کمزور ہو جانے کے نتیجہ میں نسبتی لحاظ سے انسان کے کمانے کی طاقت پر بھی اثر پڑتا ہے۔

(د) حقہ اور سگریٹ کی وجہ سے آتشزدگی کے حادثات کا احتمال بڑھ جاتا ہے۔

نقصان سے بچنے کے طریق

الغرض تمباکو کا استعمال ہر جہت سے ضرر رسان اور نقصان دِہ ہے اور جس طرح حقہ اور سگریٹ وغیرہ کی صورت میں تمباکو ایک ظاہری دھواں پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح تمباکو اور زردہ کا استعمال افراد و اقوام کے دین اور اخلاق اور صحت اور اموال کو بھی گویا دھواں بنا کر اڑاتا جارہا ہے۔ مگر کوئی اس دھوئیں کو دیکھتا نہیں۔ لیکن اب وقت ہے کہ کم از کم احمدی جماعت کے احباب اس نقص کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں جو مندرجہ ذیل صورتوں میں ہوسکتی ہے۔

(۱) جو لوگ حقہ یا سگریٹ یا زردہ یا نسوار وغیرہ کی عادت میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ ان میں سے جو جو لوگ اس مذموم عادت کو ترک کر سکتے ہوں (اور میں نہیں سمجھتا کہ حقیقتاً کوئی ایک فردِ واحد بھی اَیسا ہو جو اسے ترک نہ کرسکتا ہو) وہ اپنے دلوں میں خدا سے ایک پختہ عہد باندھ کر اس عادت کو یکدم یا آہستہ آہستہ جس طرح بھی توفیق ملے ترک کر دیں مگر بہتر ہے کہ یکدم ترک کریں کیونکہ آہستہ آہستہ ترک کرنے کے طریق میں سستی کا احتمال ہوتا ہے۔

(۲) جو لوگ اپنے خیال میں کسی وجہ سے اس عادت کو ترک نہ کر سکتے ہوں۔ مثلاً بوڑھے لوگ جن کو پُرانی عادت ہوچکی ہے یا دمہ وغیرہ کے بیمار جنہیں اس کے ترک کرنے سے بیماری کی تکلیف کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو وہ مندرجہ ذیل دو تجویزیں اختیار کریں:۔

(الف) جہاں تک ممکن ہو اس عادت کو کم کرنے کی کوشش کریں اور بہرحال اس کی کثرت سے پرہیز کریں۔

(ب) جب تک اس عادت کے ترک کی توفیق نہیں ملتی کم از کم یہ عہد کریں کہ اپنے بچوں اور دیگر کم عمر عزیزوں کے سامنے تمباکو کے استعمال سے پرہیز کریں گے تا کہ بچوں کو اس کی عادت نہ پڑے نیز ایسے بڑی عمر کے لوگوں کے سامنے بھی تمباکو استعمال نہ کریں جو اس کے عادی نہ ہوں۔

(۳) بچے اور نوجوان جو اس عادت میں مبتلا ہوں۔ وہ اس عادت کو یکدم اور کلی طور پر ترک کر دیں کیونکہ انہیں خدا نے طاقت دی ہے اور اس طاقت کا بہترین شکرانہ یہی ہے کہ اس سے نیکی کے رستہ میں فائدہ اٹھایا جائے۔

میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست جن کو ہر معاملہ میں دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہیئے اور جن کے لئے ضروری ہے کہ ہر جہت سے اپنی زندگیوں کو اعلیٰ بنائیں وہ اس سراسر نقصان رسان عادت کے استیصال کی طرف فوری توجہ دے کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اور اگر ایسے دوست جو اس تحریک کے نتیجہ میں تمباکو ترک کریں مجھے بھی اپنے ارادہ سے اطلاع دیں تو میں انشاء اللہ ان کے اسماء حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کی تحریک کے لئے پیش کروں گا۔ بالآخر ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفائے کرام کی تحریروں سے چند حوالہ جات درج کئے جاتے ہیں جن میں تمباکو کے استعمال کو نقصان دہ قرار دے کر اس سے منع کیا گیا ہے۔

ارشاداتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

(۱) مورخہ ۲۹ مئی ۱۸۹۸ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار شائع کیا جس کا ملخص یہ ہے کہ:۔

’’میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سُنی تھی کہ وہ پنجوقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیز گاری کے پاک اصُول پر قائم نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے بلاتوقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے کہ تا دوسروں کے لئے ٹھوکر کھانے کا موجب نہ ہوں۔ حقہ کا ترک اچھا ہے مونہہ سے بو آتی ہے ہمارے والد صاحب مرحوم اس کے متعلق ایک بنایا ہوا شعر پڑھا کرتے تھے جس سے اس کی بُرائی ظاہر ہوتی ہے۔‘‘

(فتاویٰ احمدیہ۔حصہ دوم صفحہ 59اشتہار 29مئی 1898ء)

(۲) حقہ نوشی کے متعلق ذکر تھا فرمایا:۔

’’اس کا ترک اچھا ہے یہ ایک بدعت ہے اس کے پینے سے مونہہ سے بو آتی ہے‘‘

(ماخوز۔الحکم 3ستمبر 1901ء صفحہ 9)

(۳) حدیث میں آیا ہے کہ وہ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ (جامع الترمذی ابواب الذھد۔باب من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ۔11) یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جائے اس طرح پر یہ پان حقہ زردہ تمباکو، افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں بڑی سادگی یہ ہے کہ انسان ان چیزوں سے پرہیز کرے کیونکہ اگر کوئی اور بھی نقصان ان کا بفرضِ محال نہ ہو تو بھی اس سے ابتلا آجاتے ہیں اور انسان مشکلات میں پھنس جاتا ہے مثلاً قید ہوجائے تو روٹی تو ملے گی لیکن بھنگ چرس یا اور منشی اشیاء نہیں دی جائیں گی۔ یا اگر قید نہ ہو مگر کسی ایسی جگہ میں ہو جو قید کے قائمقام ہو تو پھر بھی مشکلات پیدا ہوجاتے ہیں عمدہ صحت کو کِسی بے ہودہ سہارے سے کبھی ضائع کرنا نہیں چاہیئے۔ شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضرِ صحت چیزوں کو مفسد ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔

(الحکم 10جولائی 1902ء صفحہ 3)

ایک شخص نے امریکہ سے تمباکو نوشی کے متعلق اس کے بہت سے مجرب نقصان ظاہر کرتے ہوئے اشتہار دیا اس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا اور فرمایا اصل میں ہم اس لئے اسے سنتے ہیں کہ اکثر نوعمر لڑکے اور نوجوان تعلیم یافتہ بطور فیشن ہی کے اس بلا میں گرفتار یا مبتلا ہوجاتے ہیں۔ تا وہ ان باتوں کو سن کر اس مضر چیز کے نقصانات سے بچیں ------------- فرمایا

’’اصل میں تمباکو ایک دھواں ہوتا ہے جو اندرونی اعضاء کے واسطے مضر ہے۔ اسلام لغو کاموں سے منع کرتا ہے اور اس میں نقصان ہی ہوتا ہے۔ لہذا اس سے پرہیز ہی اچھا ہے۔‘‘

(الحکم 28فروری 1903ء)

’’تمباکو کو ہم مسکرات میں داخل کرتے ہیں لیکن یہ ایک لغو فعل ہے اور مومن کی شان ہے وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المومنوں:۴) اگر کسی کو کوئی طبیب بطور علاج بتائے تو ہم منع نہیں کرتے ورنہ یہ لغو اور اسراف کا فعل ہے۔ اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوتا تو آپؐ صحابہ کے لئے کبھی پسند نہ فرماتے۔‘‘

(الحکم 24مارچ 1903ء)

تمباکو کی نسبت فرمایا کہ:۔

’’یہ شراب کی طرح تو نہیں ہے کہ اس سے انسان کو فسق و فجور کی طرف رغبت ہو مگر تاہم تقویٰ یہی ہے کہ اس سے نفرت اور پرہیز کرے۔ مونہہ میں اس سے بدبو آتی ہے اور یہ منحوس صورت ہے کہ انسان دھواں اندر داخل کرے اور پھر باہر نکالے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت یہ ہوتا تو آپ اجازت نہ دیتے کہ اسے استعمال کیا جاوے۔ ایک لغو اور بے ہودہ حرکت ہے۔ ہاں مسکرات میں اسے شامل نہیں کرسکتے اگر علاج کے طور پر ضرورت ہو تو منع نہیں ہے ورنہ یونہی مال کو بے جا صرف کرنا ہے عمدہ تندرست وہ آدمی ہے جو کسی شے کے سہارے زندگی بسر نہیں کرتا‘‘

(البدر 3اپریل 1903ء صفحہ 82)

(۷) ایک شخص نے سوال کیا کہ سنا گیا ہے کہ آپ نے حقہ نوشی کو حرام فرمایا ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا ہم نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا کہ تمباکو پینا مانند سؤر اور شراب کے حرام ہے۔ ہاں ایک لغو امر ہے۔ اس سے مومن کو پرہیز چاہیئے۔ البتہ جو لوگ کسی بیماری کے سبب مجبور ہیں وہ بطور دوا وعلاج کے استعمال کریں تو کوئی حرج نہیں۔

(البدر 23جولائی 1903ء۔فتاویٰ احمدیہ صفحہ 67)

(۸) آپ نے فرمایا:۔

’’تمباکو کے بارہ میں اگرچہ شریعت نے (صراحتاً) کچھ نہیں بتلایا لیکن ہم اسے اس لئے مکروہ خیال کرتے ہیں کہ اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو آپ اس کے استعمال کو منع فرماتے۔‘‘

(البدر 24جولائی 1903ء صفحہ 1)

(۹) فرمایا ’’انسان عادت کو چھوڑ سکتا ہے بشرطیکہ اس میں ایمان ہو اور بہت سے ایسے آدمی دنیا میں موجود ہیں جو اپنی پرانی عادات کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ جو ہمیشہ سے شراب پیتے چلے آئے ہیں بڑھاپے میں آکر جبکہ عادت کا چھوڑنا خود بیمار پڑنا ہوتا ہے بلا کسی خیال کے چھوڑ بیٹھتے ہیں اور تھوڑی سی بیماری کے بعد اچھے بھی ہوجاتے ہیں۔ میں حقہ کو منع کہتا اور ناجائز قرار دیتا ہوں مگر ان صورتوں میں کہ انسان کو کوئی مجبوری ہو۔ یہ ایک لغو چیز ہے اور اس سے انسان کو پرہیز کرنا چاہیئے۔‘‘

(البدر 28فروری 1907ء صفحہ 10)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

(۱۰) ’’تمباکو پینا فضول خرچی میں داخل ہے۔ کم از کم آٹھ آنے ماہوار کا تمباکو جو شخص پیئے۔ سال میں چھ روپے اور سولہ سترہ سال میں ایک صد روپے ضائع کرتا ہے۔ ابتداء تمباکو نوشی کی عموماً بُری مجلس سے ہوتی ہے۔‘‘

(بدر 16مئی 1912ء صفحہ 3)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ

(۱) بدبودار چیزیں مثلاً پیاز وغیرہ کھانا یا کھانا کھانے کے بعد مونہہ صاف نہ کرنا اور کھانے کے ریزوں کا مونہہ میں سڑ جانا اس قسم کی غلاظتوں میں ملوث ہونے والوں کے ساتھ بھی فرشتے تعلق نہیں رکھتے۔ اس ذیل میں حقہ پینے والے بھی آگئے۔ حقہ پینے والے کو بھی صحیح الہام ہونا ناممکن ہے۔

(منہاج الطالبین۔انوار العلوم جلد 9 صفحہ 164)

(۱۲) ایک شخص نے دریافت کیا کہ اگر کسی کے لئے طبیب حقہ بطور دوا تجویز کرے تو کیا کیا جائے۔ حضور نے جواب دیا کہ اگر ایک دو دفعہ پینے کے لئے کہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر وہ مستقل طور پر بتلاتا ہے تو یہ کوئی علاج نہیں۔ جو طبیب خود حقہ پیتے ہیں وہی اس قسم کا علاج دوسروں کو بتلایا کرتے ہیں۔ کوئی ایسی بات جس کی انسان کو عادت پڑ جائے وہ

بقیہ صفحہ 8 پر

مرسلہ: صفیہ سامی

خلافت جوبلی کا بابرکت سال میں نے کیسے گزارا

ہمارے مکان میں کچھ تعمیراتی کام ہونے والا تھا جس کے لئے مکان خالی کرنا تھا۔ پروگرام یہ بنا کہ میں اپنے بڑے بیٹے کے پاس ٹورنٹو کینیڈا چلی جاؤں اور ہماری بہو بچے لے کر اپنے والدین کی طرف چلی جائے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتی تھی کہ لندن میں 27 مئی 2008ء کو خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کا بہت بڑا جلسہ لندن ایکسل سنٹر میں ہونے والا ہے مگر میری مجبوری ایسی تھی کہ مجھے جانا ہی تھا اور میں بوجھل دل کے ساتھ چلی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھئے کہ اس سفر میں وہ کس طرح میرے شامل حال رہا اور بظاہر مجبوری راحت کا سامان بن گئی۔

ساری دنیا میں ہی یہ بابرکت سال دعاؤں سے اور جوش وخروش سے منایا جارہا تھا۔ اسی طرح کینیڈا بھی اپنے جوش و جذبے میں کسی سے کم نہیں تھا۔ وہاں بھی اُتنا ہی جوش وخروش تھا جتنا کہ کسی اور ملک میں ہوسکتا تھا۔ چھبیس مئی کی رات اور ستائیس کی صبح شدید قسم کی سردی اور برفانی ہوائیں ہمارے احمدیوں کے جذبہ اور جنون کو کہاں کم کرسکتی تھیں۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی خواہش تھی کہ جلد از جلد تہجد کی نماز کے لئے مسجد میں پہنچ جائیں لہٰذا احباب جماعت مرد و خواتین مسجد بیت الاسلام (وان) میں جمع ہونے شروع ہوگئے۔ جن احمدیوں کے رشتہ دار یا جاننے والے پیس ویلیج میں رہتے تھے وہ سب بھی پہلے سے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔

برف سے بھری سرد ہواؤں کی اس رات کے آخری پہر میں جب سردی کی وجہ سے عام حالات میں سڑکوں پر سناٹا ہوتا ہے، ہر احمدی کا رُخ مسجد بیت الاسلام (وان) کی طرف تھا اور مسجد بیت الاسلام کی طرف آنے والی ہر سڑک احمدیوں کی گاڑیوں سے بھری پڑی تھی۔ مسجد بیت الاسلام اور پورے پیس ویلیج کو دلہن کی طرح سجایا ہوا تھا۔ بڑے بڑے خیمے لگے ہوئے تھے اور اُن میں سردی سے بچاؤ کے لئے بڑے بڑے ہیٹر بھی لگے ہوئے تھے۔ ہم بھی علی الصبح مسجد بیت الاسلام پہنچ گئے جہاں ہم سے پہلے ہی خیموں میں جگہ ختم ہوچکی تھی۔ لوکل لوگ تو لحاف اور کمبل لیکر بیٹھے ہوئے تھے اور میں جو لندن سے جاتے ہوئے سب گرم کپڑے چھوڑ کر صرف گرمیوں کے لحاظ سے ہلکے پھلکے کپڑے لیکر گئی ہوئی تھی، اُس ٹھنڈی اور برف سے بھری ہوئی ہواؤں کے سامنے بے بس ہوکر جلدی گھر آنے پر مجبور ہوگئی تھی۔ ظاہر ہے میری وجہ سے ساری فیملی کو واپس آنا پڑا۔ بہت افسوس ہورہا تھا کہ شاید ہم نے سب کچھ miss کردیا ہوگا لیکن جب گھر پہنچ کر MTA لگایا تو خوشی کی انتہا نہ رہی کہ لندن میں کس وجہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پروگرام شروع نہیں ہو سکا تھا جو کہ اب تھوڑی ہی دیر میں شروع ہونے والا تھا۔

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم کے ساتھ ذکر الٰہی، دعاؤں اور روحانیت کے ماحول میں تمام دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کے ساتھ 27 مئی 2008ء کو خلافت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی کا جلسہ جو میں نے لندن کے ایکسل سنٹر میں بیٹھ کر دیکھنا تھا، باقی دُنیا کے ساتھ شامل ہوکر MTA کے ذریعہ ہی دیکھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب سنا۔ یقین نہیں آرہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے جس پودے کو خود اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اب اتنا بڑا شجر بن گیا ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے اُسے پھل سے بھرا دیکھ رہے ہیں اور اُس کی جڑیں دُنیا کے کناروں تک پھیل چکی ہیں۔ خدا کرے کہ احمدیت کی تاریخ کا ہر دن تاریخی بن رہا ہے اور سنہری باب رقم کررہا ہے۔ آمین ثم آمین۔

ہم سب نے اور بچوں نے بھی پروگرام کو بہت دل لگا کر سنا اور دیکھا اور اُس حصّہ کو خاص طور پر جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تجدید عہد لیا۔ ہم سب گھر کے چھوٹے بڑوں نے کھڑے ہوکر نم آنکھوں کے ساتھ عہد بیعت کو دہرایا۔ الحمد للہ

اُس وقت دلوں کی عجیب روحانی کیفیت تھی جس کا اظہار الفاظ میں نہیں کیا جاسکتا۔ اس روحانی کیفیت کا احساس صرف ہم احمدی ہی لگا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو توفیق بخشے کہ ہم پہلے سے بھی بڑھ کر اس عہد کو نبھانے والے بنیں۔ آمین ثم آمین

آج کے اس مبارک اور تاریخی دن کے لئے میرا اپنے بچوں سے وعدہ تھا کہ آج شام کھانے کی دعوت میری طرف سے ہوگی۔ سو اُس رات ڈنر ہم نے ایک بہت اچھے ہوٹل میں کیا۔ اس طرح سے آج کا شکر گزاری کے جذبات سے لبریز تاریخی دن اختتام پذیر ہوا۔

کچھ دنوں بعد بچوں نے مجھے نیاگرہ فال دکھانے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ چلنے سے پہلے میں نے وعدہ لیا تھا کہ میں زیادہ لمبا نہیں چل پاؤں گی۔ اُنہوں نے کہا کہ آج صرف آپ کو ایک خاص جگہ لیکر جائیں گے۔ وہاں پہنچتے ہی ایک ہوٹل سے ہم نے کھانا کھایا۔ اُس کے بعد بچے مجھے لیکر چل پڑے اور وہاں جا کر رُکے جہاں جانے کا پروگرام بنا کر گھر سے چلے تھے، یعنی Skylon ٹاور اس ٹاور کی بلندی 160m جبکہ بناوٹ بالکل CN Tower جیسی ہے مگر یہ اُس سے کافی چھوٹا ہے اِس کی لفٹ بھی باہر کی طرف Bumble Bee کی شکل میں ہے۔ مجھے تو دیکھ کر ہی ڈر لگ رہا تھا پر اب مجھے جانا تھا اور میں گئی بھی مگر اوپر جا کر مجھے افسوس نہیں ہوا کیونکہ جتنی بار بھی میں پہلے یہاں گئی ہوں اتنا اچھا نظارہ نہ دیکھ سکی تھی جتنا کہ اس Skylon Tower پر جا کر دیکھا۔ امریکہ اور کینیڈا دونوں طرف کا بھرپور نظارہ یہاں سے ہوتا ہے۔ اس بات کے لئے میں نے اپنے پوتوں کا شکریہ ادا کیا۔ اُس کے بعد میرے پیارے پوتوں (شاہ زیب، جہاں زیب اور ذاویار) نے کہا کہ دادی جان! اب ہم کہیں اچھی سی جگہ بیٹھ کر آرام کرتے ہیں اور پھر باقی کی سیر ہوگی۔ بچوں نے ایک بہت خوبصورت رونق والی جگہ پر بینچ ڈھونڈا اور ہم نے وہاں بیٹھ کر بہت اچھی اچھی چیزیں دیکھیں۔

میں جب بھی کینیڈا جاتی ہوں تو ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ امریکہ بھی جاؤں کیونکہ وہاں میرے بہت سے رشتہ دار رہتے ہیں۔ خاص طور پر میری پیاری خالہ جی اور ماموں جان مکرم عبدالحمید صاحب۔ اس مرتبہ امریکہ کے جلسہ میں پہلی بار پیارے آقا کی آمد بھی تھی۔ فیملی میں دو شادیاں تھیں اس لئے میری خالہ جی کا بہت اصرار تھا کہ میں ضرور امریکہ آؤں۔ میں دعا میں لگی رہی کہ اللہ تعالیٰ کوئی سبب بنا دے۔

دل سے کی ہوئی دُعائیں تو اللہ تعالیٰ ضرور سُن لیتا ہے میری بھی دعا سُنی گئی۔ 19 جون کو میں نے امریکہ کی خوبصورت وادیوں میں 9 گھنٹے کا سفر بذریعہ کار طے کیا۔ سارا سفر رات کا ہی تھا۔ 20 جون جمعہ کے روز علی الصبح ہم فلاڈلفیا پہنچ گئے۔ اُسی دن تھوڑا آرام کرنے کے بعد سب گھر کے افراد جلسہ گاہ کی طرف روانہ ہوئے جو ہمارے گھر سے تقریباً تین چار گھنٹے کی ڈرائیو پر تھا۔ ہوٹل بک کروائے ہوئے تھے جو جلسہ گاہ Harrisburg کے بالکل قریب تھے۔ Harrisburg واشنگٹن ڈی سی سے 125 میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہ جلسہ کا پہلا دن تھا۔ ہماری چار پانچ گاڑیوں کا قافلہ راستہ میں رُکتے ہوئے جلسہ گاہ کی طرف گامزن تھا۔ راستہ میں Highway پر جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی راہنمائی کرتا ہوا سائن بورڈ دیکھ کر اپنے احمدی ہونے پر فخر محسوس ہوا اور بے اختیار منہ سے الحمد للہ نکلا۔

جلسہ سالانہ کا انتظام ایک وسیع وعریض عمارت میں کیا گیا تھا جس کا بہت بڑا پارک تھا جہاں ہزاروں گاڑیاں پارک ہوسکتی ہیں۔ اسی طرح وہاں بہت بڑے بڑے ہال تھے جن میں بچوں اور بزرگوں کے لئے خاص طور پر موٹے موٹے کارپٹ ڈالے گئے تھے۔ جلسہ گاہ کو بہت خوبصورت رنگ برنگے بینرز سے سجایا گیا تھا جن پر حضرت مسیح موعودؑ کے پاک کلمات تحریر تھے۔ ڈائننگ ہال میں کھانے کے انتظام کے تو کیا ہی کہنے۔ بہت ورائٹی تھی اور بہت اچھا انتظام تھا۔ میں یہاں کی صدر لجنہ اماء اللہ محترمہ ڈاکٹر شہناز بٹ صاحبہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتی ہوں جن کا اپنی لجنہ کے ساتھ محبت اور اعتماد کا تعلق بہت نمایاں تھا اور لجنہ کا اپنی قیادت کے ساتھ پورا پورا تعاون دیکھ کر خوشی ہوئی۔ خاص طور پر جس دن حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر تھی، عورتوں کا ڈسپلن قابلِ تعریف تھا۔ جیسے جیسے صدر صاحبہ نے نصیحت فرمائی ویسے ویسے ہی عورتوں نے عمل کیا یہاں تک کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آتے ہی عورتوں کے ڈسپلن کی تعریف فرمائی۔ اللہ کرے یہ جذبہ محبت ہمیشہ قائم دائم رہے۔ آمین۔

کچھ دن امریکہ میں گزار کر واپسی بھی اُسی طرح سے ہوئی یعنی جیسے کار سے گئے تھے ویسے ہی کار میں واپس آئے۔ اب اگلے دن یعنی 27 جون 2008ء کو صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی کا تاریخی جلسہ اپنی تمام تر اعلیٰ دینی روایات کے ساتھ شروع ہوناتھا۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر بجالاؤں کم ہے۔ یہاں بھی پورے جوش وخروش کے ساتھ ان بابرکت ایام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روح پرور اور ایمان افروز خطابات سے نوازا۔ یہاں بھی بڑے بڑے ایئر کنڈیشنڈ ہال تھے اور پارکنگ کی تو کوئی مشکل ہی نہیں ہوئی۔ ہماری جماعت کی ساری گاڑیاں پارک ہوکر بھی کافی جگہ ابھی باقی تھی۔

لندن میں ہمارا جلسہ شروع ہونے والا تھا اور اُس کے فوراً بعد رمضان شریف کی آمد تھی لہٰذا میرے لئے ضروری تھا کہ واپس لندن پہنچ جاؤں۔ باوجود اس کے کہ ابھی ہمارے گھر میں تعمیر کا کام ہورہا تھا مگر میں واپس آگئی۔

مجھے یقین ہے کہ تمام احمدیہ جماعتوں میں ایسے ہی ہوتا ہوگا مگر میں لندن کے بارہ میں ضرور جانتی ہوں کہ جیسے ہی ایک جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوتا ہے اُسی دن سے اگلے سال کی تیاری شروع ہوجاتی ہے۔ جلسوں کی کامیابی کا راز بھی اسی میں ہے۔ مَیں چونکہ دو بڑے ملکوں کے بہت ہی

کامیاب جلسہ دیکھ کر آرہی تھی اور بے حد متاثر بھی تھی کہ وہاں ایک ہی چھت کے نیچے پورا جلسہ دیکھا ہے۔ یہاں یوکے میں جتنی بھی کوشش کی جائے ایک چھت کے نیچے یہ سارے انتظام ممکن نہیں ہو سکتے۔ الحمد للہ ہماری جماعت کو بہت اچھی جگہ حدیقۃ المہدی کی شکل میں مل گئی ہے جس کا حدود اربعہ بہت وسیع ہے اور انٹرنیشنل جلسہ کے لئے بہت کھلی جگہ ہے۔

مجھے یاد ہے کہ میری اُمی اور اباجان قادیان کے جلسوں کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ اکثر وہاں کے قصے سناتے اور خاص طور پر بارش میں حضرت مصلح موعودؓ کی تقریریں جنہیں لوگ چھ چھ گھنٹے بارش اور شدید سردی میں بھی ہلے بغیر سنتے تھے، کا ذکر کرتے تھے۔

پھر ربوہ کے جلسوں کو میں کیسے بھول سکتی ہوں۔ اُمی جان چھ ماہ پہلے چاول، گیہوں اور اسی قسم کا سوکھا دانہ دُنکا اکٹھا کرنا شروع کر دیتی تھیں۔ لحاف، تکیے، گدے غرض ہر قسم کے بستر جو زمین پر بچھائے جا سکیں اور مہمانوں کو ہر طرح کا آرام میسر ہو سکے، تیار کرتیں۔ جلسہ کے قریبی دنوں میں انڈے، چلغوزے، مونگ پھلی، ریوڑیاں غرض بہت سارا ڈرائی فروٹ اور بے شمار مہمان نوازی کا سامان خریدا جاتا تھا۔ زمین پر بچھانے کے لئے کسیر (پرالی) آتی تھی۔ صحن میں قنات لگتی اور ہماری ڈیوٹیاں گھر میں بھی اور گھر سے باہر بھی ہوتیں۔ ماشاء اللہ مہمانوں سے گھر بھر جاتا۔ کون کہاں سویا کچھ خبر نہ ہوتی۔ جس کو جہاں بھی جگہ ملتی وہ غنیمت جان کر وہیں سو جاتا۔ ربوہ کے ایمان افروز جلسوں کے بارے میں تو جتنا بھی لکھوں کم ہے۔ یہ جلسے ہماری روحانی ترقی اور تربیت کا ذریعہ بنتے۔ غیر از جماعت لوگ بھی ہمارے جلسوں کی تعریف کرتے اور کہتے کہ جماعت احمدیہ کا ڈسپلن، اطاعت اور آپس کی محبت بہت مثالی ہے۔

اب کافی حد تک ہم لندن میں بھی ان ہی باتوں کے عادی ہو چکے ہیں کہ یہاں بھی زیادہ تر مہمان گھروں میں ہی ٹھہرتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ باقی ملکوں کی نسبت یہاں کے گھر چھوٹے، سڑکیں تنگ، بارشیں زیادہ، پارکنگ کی مشکلات اور اگر گرمی ہو تو وہ بھی برداشت سے باہر۔ مگر پھر بھی لندن کا انٹرنیشنل جلسہ اپنے تمام مہمانوں کا کھلے بازوؤں سے استقبال کرتا ہے۔ مہمان بھی خندہ پیشانی سے ان دنوں کی برکتوں کو سمیٹے اگلے سال دوبارہ آنے کی خواہش لے کر جاتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل، حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں اور خلافت کی برکتوں کا ہی نتیجہ ہے۔ یوکے میں بعض مشکلات کے باوجود خلیفۂ وقت کی موجودگی اور اُنکی نگرانی میں الحمد للہ یہاں کے جلسے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ تمام لوگ جو مشکلات اور نامساعد حالات کے باوجود ڈیوٹیاں دے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین

میں بھی نہ جانے خیالات کی رو میں بہہ کر کہاں سے کہاں نکل جاتی ہوں۔ اصل میں تو میں یہ بتا رہی تھی کہ میں نے جوبلی کا سال کیسے گزارا۔ مَیں ان دنوں وقتی طور پر اپنی دوست کے فلیٹ میں ٹھہری ہوئی تھی۔ جلسہ کے دنوں میں اپنی بڑی بیٹی کے گھر چلی گئی۔ اُسکی ڈیوٹی چونکہ جلسہ سالانہ کے دفتر میں ہوتی ہے اس لئے مجھے جلسہ پر آنے جانے کی سہولت مل گئی۔ الحمد للہ

مَیں نے جوبلی جلسہ سالانہ کے تینوں بابرکت ایام میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے روح پرور ایمان افروز خطابات کو سنا۔ جلسہ کے بعد میں اپنے فلیٹ میں واپس آگئی۔ رات کو میرا بیٹا میرے پاس ہوتا مگر دن کو مجھے اکیلے میں بہت گھبراہٹ ہوتی تھی۔ ہمارا گھر مکمل ہونے میں ابھی بھی وقت درکار تھا۔

کینیڈا آنے سے پہلے بچوں نے مجھے بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ آپ اکیلے نہیں رہ سکتیں اس لئے واپس جانے کی کوشش مت کریں مگر میں نہ مانی۔ مجھے یقین تھا کہ بہت سے لوگ اکیلے رہتے ہیں تو میں کیوں نہیں رہ سکتی؟ میں بھی رہ سکتی ہوں۔ میں کسی صورت میں بھی لندن کا جوبلی کا جلسہ اور رمضان شریف یوکے سے باہر نہیں گزارنا چاہتی تھی۔ جلسہ تو میں نے الحمد للہ بہت اچھی طرح سے گزار لیا مگر رمضان شریف میں میرے لئے اکیلے رہنا مشکل ہو گیا۔ میرا بیٹا بلال جو برسلز (بیلجیم) میں رہتا تھا (وہ بھی اب کینیڈا چلا گیا ہے) وہ آکر مجھے اپنے ساتھ لے گیا۔ عید کے بعد کافی حد تک ہمارا گھر مکمل ہو چکا تھا اور میں واپس اپنے گھر آگئی۔ الحمد للہ

اب قادیان کے صد سالہ خلافت جوبلی جلسہ کا شدت سے انتظار تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور بہت سے لوگ تو انڈیا جا بھی چکے تھے کہ اچانک حالات نے پلٹا کھایا اور سارے پروگرام بدلنے پڑے۔ ہم احمدی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی اور خوش رہنے والے لوگ ہیں۔ یہی حضرت مسیح موعودؑ اور ہمارے خلفائے کرام ہمیں سبق دیتے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ اس سے بھی بڑھ کر ہمارے جلسے ہوں گے اور بہترین شان و شوکت سے ہوں گے۔ ہماری جماعت کا تو یہ حال ہے کہ اگر ایک دروازہ بند ہے تو سو کھل جاتے ہیں۔ یہ سب خلافت کی برکتیں ہیں۔ ہمیں دُعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت والی لمبی زندگی عطا کرے اور ہم سب خلافت کی برکتوں سے فیضیاب ہوتے رہیں اور اُنکی قیادت میں دن دگنی اور رات چوگنی ترقیاں دیکھیں۔ آمین ثم آمین۔

آخر میں مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ کے دو اشعار لکھتی ہوں:

صد شکر کہ ہم اس گلشن میں آرام وسکوں سے رہتے ہیں
صد شکر کہ ہم ان میں سے نہیں جو دشتِ خار میں رہتے ہیں
بچوں کو وصیت ہے میری، وابستہ خلافت سے رہنا
جو رشتہ شجر سے رکھتے ہیں، وہ پھیلتے، پھولتے، پھلتے ہیں

صفیہ بشیر سامی

(یہ مضمون 2008ء کا لکھا ہوا ہے جو ماہنامہ مصباح ربوہ کے اکتوبر 2010ء کے شمارے میں شائع ہو چکا ہے)

☆...☆...☆

بقیہ: فرمانِ خلیفہ وقت ...... از صفحہ 1

کہ اونچی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسے لوگوں کے سامنے خیرات کرنے والا اور آہستہ آواز میں قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسا چھُپکے سے خیرات کرنے والا۔

(سنن ابی داؤد- کتاب التطوع- باب فی رفع الصوت بالقراءۃ فی صلاۃ اللیل)

پھر ایک روایت میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت کے روز اس کے ماں باپ کو دو تاج پہنائے جائیں گے جن کی روشنی سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہو گی، جو ان کے دنیا کے گھروں میں ہوتی تھی۔ پھر جب اس کے والدین کا یہ درجہ ہے تو خیال کرو کہ اس شخص کا کیا درجہ ہو گا جس نے قرآن پر عمل کیا۔

(سنن ابی داؤد- کتاب الوتر- باب ثواب قراءۃ القرآن)

دیکھیں آپ کو ہر وقت یہ لگن تھی کہ اس کتاب کو امت ہمیشہ پڑھتی رہے، اس پر عمل کرتی رہے۔ کہیں یہ نہ ہو کہ اس کو چھوڑ دے۔ اور یقیناً اس کے لئے آپ دعائیں بھی کرتے تھے۔ اور یہ جو درجات کی بلندی کے بارے میں فرما رہے ہیں یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو بتایا ہو گا اور اسی سے علم پا کر آپ نے بتایا ہے کہ اس کے درجات کی بلندی ہو گی۔ اللہ کرے کہ آپ کی اس دلی تمنا کو امت سمجھے۔ اور بھی بے شمار مثالیں ہیں جن میں آپؐ نے امت کو قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی نصیحت فرمائی ہے تا کہ وہ اعلیٰ اخلاق قائم ہو سکیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا حصہ بنایا ہوا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ امت بھی ان پر عمل کرے اور قرآن کریم کی تعلیم تمام دنیا میں رائج ہو جائے۔

(خطبہ جمعہ 4/ مارچ 2005ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰقؓ یتامیٰ کی پرورش اور خبر گیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہو گیا تو حضرت میر محمد اسحٰقؓ نے فوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کر کے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفائے احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صد سالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقا کی اس پیاری حدیث کا مصداق بنیں جس میں آپؐ فرماتے ہیں کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

مرسلہ: خالد محمود شرما۔ کینیڈا

صحت و تندرستی بیش بہا نعمت

ہمیں صحت کی قدر نہیں ہوتی جونہی یہ نعمت ساتھ چھوڑتی ہے اس لمحے یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ دیگر تمام نعمتوں سے کہیں زیادہ قیمتی تھی۔ بالکل درست کہا گیا ہے کہ جان ہے تو جہان ہے۔ اگر انسان صحت مند نہ ہو تو دنیا کی تمام رونقیں، دلچسپیاں اور گوناگوں نعمتیں ہیچ نظر آتی ہیں حتیٰ کہ خدا کی عبادت کا بھی حق ادا نہیں ہو پاتا۔ لیکن پھر انسان کو بیماری، دکھ اور تکالیف جھیل کر جب خدا کے فضل سے بیماری سے مکمل شفایابی ہوتی ہے تو اسے اس انمول اور بیش بہا نعمت کی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ رحمان میں فرماتا ہے کہ ’’اور تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے‘‘

حضرت ابن عباس ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کی قدر نہ کر کے بہت سے لوگ نقصان اٹھاتے ہیں۔ ایک صحت اور دوسرے فارغ البالی۔‘‘

(بخاری کتاب الرقاق۔ ترمذی حوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ 570 حدیث نمبر 539)

ذاتی تجارب کا کچھ احوال

خاکسار کچھ ہفتے قبل کروناوائرس کی وجہ سے بیمار ہوا جس کے نتیجے میں صحت جیسی عظیم نعمت سے محرومی کا شدّت سے احساس ہوا۔

یہاں ضمناً خاکسار اپنے پیارے امام جن کی دعاؤں کا سایہ ہمیں میسّر ہے، تمام عزیز واقارب اور تمام احباب کا تہہ دل سے مشکور ہے جن کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ نے شرفِ قبولیت عطا کرتے ہوئے محض اپنے فضل وکرم سے صحت و تندرستی والی نعمت دوبارہ بحال کی الحمد اللہ۔ بیماری کے دوران سب سے بڑی محرومی جو محسوس ہوئی وہ عبادت کا کماحقہ حق ادا نہ کرنے کی صورت میں تھی۔ جو یقیناً ایک اچھی صحت جیسی نعمت کی مرہون منّت ہے۔ اچھی صحت کے ہوتے ہوئے بھی انسان کئی بار نیک اعمال کی بجا آوری میں ٹال مٹول کر رہا ہوتا ہے اور ایسے نیکی کے خیالات کو آئندہ کے لئے اٹھائے رکھتا ہے۔ کچھ عرصہ ہوا خاکسار کی اہلیہ مسلسل کئی بار وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کرتی رہیں۔ اس وقت خاکسار نے ان کو رسالہ الوصیت کا بغور مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا اور گھر میں وصیت فارم مہیا نہ ہونے کی صورت میں خاکسار سے تھوڑی سستی ہوگئی اور یہ نیک ارادہ عمل میں نہ ڈھل سکا۔ وقت گذرتا گیا اور ساتھ ہی کئی نئے سوالات بھی وصیت کی بابت ان کے ذہن میں جنم لیتے رہے اور ان کے جوابات دینے میں ہی وقت گذرتا گیا اور بات آئی گئی ہوگئی۔ قصہ مختصر اہلیہ ابھی تک وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہونے سے محروم ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش ہے کہ تمام جماعتی عہدیداران وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوں۔ اس غرض سے جب عاملہ کے ممبران اور دیگر احباب جو عبادت گذار، جماعتی خدمات میں پیش پیش اور اچھی صحت، ملازمت یا کاروبار جیسی نعمتوں سے مالا مال ہوتے ہیں ان کو تحریک کی جاتی ہے تو وہ بھی اس نیک کام کی بجا آوری میں یہ کہہ کر کہ ہم ابھی اس معیار پر نہیں ہیں ٹال مٹول سے کام لیتے رہتے ہیں۔ غرض یہ کہ طرح طرح کے نفس کے بہانے ہیں جو سامنے آ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور پھر جب گردشِ زمانہ ان کے حالات یکسر تبدیل کر دیتا ہے تو وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور ہمیشہ کے لئے پھر اس نیک کام کی توفیق ہی نہیں ملتی۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ

فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ

’’پس تیزی سے اللہ کی طرف دوڑو‘‘

(الذّٰریٰت آیت 51)

یہاں جو فرمایا ہے اللہ کی طرف دوڑو۔ تو یہ فرار الی اللہ یعنی خدا کی طرف دوڑنا کیا معنی رکھتا ہے۔ یہاں بعض برائیاں چھوڑ کر نیکیاں اختیار کرنا مراد ہے۔ اعمالِ صالحہ بجالانے میں جلدی کرنا مراد ہے۔ بعض دفعہ انسان کئی ناگہانی مصیبتوں کا شکار ہو کر خدا کو پکار تو رہا ہوتا ہے لیکن ضروری تو نہیں کہ وہ خدا کی طرف دوڑ بھی رہا ہو۔ خدا کی طرف دوڑنے کا مضمون امن کی حالت سے تعلق رکھتا ہے۔ جب انسان مکمل صحت کی حالت میں ہو۔ کوئی مصیبت ابھی اس پر وارد نہ ہوئی ہو، ہر طرف سے خوشی اور راحت میسّر ہو۔ اس حالت میں فرار الی اللہ کا حکم ہے۔

پیارے نبی کریم ﷺ کی ایک پیاری نصیحت

سیّدنا جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

’’اے بنی نوع انسان! اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ اختیار کرو پیشتر اس سے کہ تم مرجاؤ اور اعمال صالحہ بجالانے میں جلدی کرو پیشتر اس کے کہ تم دوسری باتوں میں مشغول کر دئے جاؤ۔‘‘

(ابن ماجہ کتاب اقام الصلوٰۃ حدیث نمبر 1071)

مندرجہ بالا حدیث کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ

’’دوسری باتوں میں مشغول کر دئے جانے کا جو مضمون ہے یہ مزید وضاحت طلب ہے۔ اس میں بہت ہی گہری حکمت کا بیان ہے اگر انسان اعمال صالحہ کی بجا آوری میں جلدی نہیں کرتا تو ایسے مواقع بسا اوقات ہاتھ سے کھوئے جاتے ہیں اور پھر ہاتھ نہیں آیا کرتے۔ ہر انسان کے اندر تبدیلی کا ایک وقت آتا ہے۔ دل سے ایک موج اٹھتی ہے جو نیکی کی موج ہوتی ہے۔ اس وقت وہ کہتا ہے کہ میں یوں کر دوں اور یوں کر دوں۔ قرآن کریم کے مطالعہ کے وقت احادیث کے مطالعہ کے وقت، بزرگوں کے اقوال خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات سے بارہا دل میں ایسی لہریں اٹھتی ہیں کہ میں اپنے آپ کو یہ کرنے پر آمادہ پا رہا ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے میں ایسا ہو جاؤں وہ وقت اس نیک ارادے کو عمل میں ڈھال دینے کا ہے اور اگر انسان جلدی نہ کرے تو یہ وقت ضرور ہاتھ سے چلا جاتا ہے، وہ کیفیت مدام نہیں رہتی اسی طرح رمضان المبارک میں بھی ایسے وقت آتے ہیں، ایسی راتیں آتی ہیں جب انسان کا دل چاہتا ہے کہ سب کچھ خدا کے حضور حاضر کر دے اور اس وقت ہمت نہیں ہوتی کہ اس خواہش پر عمل پیرا ہو سکے۔ عمل نہ کرنے کے نتیجہ میں رمضان گیا اور نیک ارادے بھی اس کے ساتھ رخصت ہوئے۔ پس آنحضرت ﷺ نے قبل ان تشغلوا جو فرمایا تو مراد یہ ہے کہ نیک کاموں کے علاوہ ایسے مشاغل میں مبتلا ہو جاؤ جو تمہیں نیک کاموں سے غافل کر دیں، جن کی وجہ سے تمہارے نیک مواقع ہاتھ سے جاتے رہیں۔ تشغلوا میں ایک اور بھی تنبیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر تمہیں مصیبتوں میں مبتلا فرما دے، تم ایسے گورکھ دھندوں میں پڑ جاؤ جو تمہارے لئے تکلیف کا موجب بنیں اور پھر نیک اعمال کی طرف لوٹنے کی تم میں صلاحیت ہی نہ رہے۔

تشغلوا میں مرضیں بھی آجاتی ہیں ایک صحت مند انسان عبادت کا جیسا حق ادا کرسکتا ہے بیمار نہیں کرسکتا لیکن اگر انسان صحت کے ہوتے ہوئے عبادت سے غافل رہے تو بسا اوقات ایسے انسان میں ایسی بیماریاں آجاتی ہیں کہ وہ پھر عبادت کے لائق ہی نہیں رہتا یہ مضمون بڑا وسیع ہے۔ ہر نیکی کی راہ میں کوئی نہ کوئی بیماری حائل ہوسکتی ہے۔ پس آنحضرت ﷺ نے ’’قبل ان تشغلوا‘‘ کہہ کر احتمالی بیماریوں کا بھی ذکر فرما دیا احتمالی حادثات کا بھی ذکر فرما دیا اور کئی قسم کے گورکھ دھندے جو انسان کو گھیر لیتے ہیں اور انسان ان میں مبتلا ہو جاتا ہے ان کا بھی ذکر فرما دیا اور اس بنیادی فطرتِ انسانی کا بھی ذکر فرما دیا کہ ہر انسان کی زندگی میں ایسے لمحات آتے ہیں جب وہ اپنے آپ کو نیک ارادوں پر تیار پاتا ہے اس وقت وہ ارادہ عمل میں نہ ڈھلے تو وقت ہاتھ سے جاتا رہتا ہے‘‘

نیک اعمال بجالانے کا آسان موقع

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں ’’یعنی تبتل ہر اس موقع پر اختیار کیا جاسکتا ہے جب خدا تعالیٰ کی طرف سے دل میں ایک روحانی تحریک پیدا ہو رہی ہے۔ اس طرح زیادہ آسانی سے ٹکرا ٹکرا تبتل کی توفیق مل سکتی ہے۔ جب دل میں ایک نیکی کی لہر دوڑی اس حصہ پر عمل کر لیا کیونکہ وہ عمل کرنے کا سب سے آسان موقع ہے کہ دل کی ہوائیں اور دل کے مزاج اس نیکی کو اختیار کرنے کے مطابق چل رہے ہیں، ان کے مخالف نہیں چل رہے۔ اس پہلو سے تبتل کو اختیار کرنے کے طریق ہمیں سمجھا دیئے گئے کہ اگر تم زور اور کوشش کے ساتھ تبتل اختیار کرنے کی کوشش کرو گے یعنی بعض بدیاں چھوڑ کر نیکیوں کی طرف آنے کی کوشش کرو گے تو ممکن ہے کہ تمہیں توفیق نہ ملے۔ ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ ایسے وقت تم پر ضرور آئیں گے جب نیکی کی طبعی تحریک دل میں پیدا ہو رہی ہے اس وقت تبتل اختیار کر لینا ورنہ ’’تشغلوا‘‘ ورنہ وہ بیماریاں جن سے بچ کر خدا کی طرف آنے کی ہم تمہیں ہدایت کر رہے ہیں وہ تمہیں گھیر لیں گی، تم ان میں مشغول ہو جاؤ گے پھر تمہارا بچ نکلنا مشکل ہو جائے گا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اکتوبر 1993ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد 12 صفحہ 810-812)

صحت کی حالت کا شکرانہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

’’خدام الاحمدیہ اور لجنہ کو خاص طور پر کوشش کرنی چاہئے کہ نوجوانوں میں نمازوں میں پابندی کی عادت ڈالیں۔ اس عمر میں صحت ہوتی ہے اور عبادتوں کا حق ادا ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں اس طرف خاص توجہ دلائی ہے کہ جوانی اور صحت کی عبادتیں ہی حق ادا کرتے ہوئے ادا کی جاسکتی ہیں۔ بڑھاپے میں تو مختلف عوارض کی وجہ سے انسان وہ حق ادا ہی نہیں کرسکتا جو عبادت کا حق ہے۔ بہر حال انسان کو سوچنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض تو طبیعت پر جبر کر کے بھی

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادا کرنے پڑیں تو ادا کرنے چاہئیں کجا یہ کہ سہولتوں کے باوجود یہ ادا نہ کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب صحت دی ہے تو صحت کا شکرانہ بھی خدا تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے اور یہ حق عبادت سے ادا ہوتا ہے ۔صحت کی حالت کے شکرانے کے طور پر عبادتیں بجالانے کی ضرورت ہے ۔نمازوں کی ادائیگی کی ضرورت ہے ۔ پس اس طرف توجہ دینے کی ہمیں بہت زیادہ کوشش کرنی چاہئے اس کے بغیر ہمارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10 اکتوبر 2014)

حرفِ آخر

آخر میں تمام قارئین الفضل آن لائن سے گزارش ہے کہ اپنی صحت کو ایک نعمت عظمیٰ سمجھتے ہوئے اس کی قدر کیجئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کرونا وائرس کی وبا سے تمام انسانوں کو نجات عطا کرے اور اپنے پیارے تمام احمدی مرد وزن، بچے بوڑھے اور جوانوں کو ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں توفیق عطا کرے کہ اپنی اس صحت جیسی نعمت کے شکرانے کے طور پر اعمالِ صالحہ بجالانے میں جلدی کرتے رہیں قبل اس کے کہ ہم ’’ مشغول ‘‘ کر دیئے جائیں ۔آمین ثم آمین

☆ ... ☆ ... ☆

بقیہ: تمبا کو کے نقصانات اور جماعت کو اس کے ترک کی تحریک ...... از صفحہ 4

میرے نزدیک بہت مضر اور بعض دفعہ تقویٰ اور دین کو نقصان دیتی ہے۔

(الفضل 17 تا 20 اپریل 1922ء صفحہ 11)

(۱۳) اس کے بعد میں ایک اور نصیحت کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ حقہ بہت بری چیز ہے۔ ہماری جماعت کے لوگوں کو یہ چھوڑ دینا چاہیئے۔

(منہاج الطالبین۔انوار العلوم جلد 9 صفحہ 163)

(۱۴) ہر قسم کا نشہ بھی بدی ہے۔ اس میں شراب ،افیون، بھنگ ،نسوار چائے حقہ سب چیزیں شامل ہیں۔

(منہاج الطالبین۔انوار العلوم جلد 9 صفحہ 219)

(۱۵) طلباء کو چاہیئے کہ اپنے اندر دین کی روح پیدا کریں ۔ میں نے پہلے ایک بار توجہ دلائی تھی تو اس کا بہت اثر ہوا تھا۔بعض طلباء جو داڑھیاں منڈاتے تھے انہوں نے رکھ لیں۔بعض سگریٹ پیتے تھے انہوں نے چھوڑ دیئے۔ اب معلوم ہوا ہے پھر یہ وبائیں پیدا ہو رہی ہیں۔ پس میں پھر انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح آپ کریں۔

(الفضل 17 جنوری 1930ء)

(مطبوعہ الفضل ۲۴ فروری ۱۹۳۸ء)

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

سکتے ہیں مگر اس حد تک نہیں جس حد تک نبی سمجھ سکتا ہے۔ نبی نبی ہی ہے۔ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا کلام ایسے رنگ میں ہوتا ہے جس کی مثال دوسری جگہ نہیں مل سکتی‘‘۔ (حضرت مصلح موعود اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ) میرے اپنے الہام اور خواب اس وقت تک ہزار کی تعداد میں پہنچ چکے ہوں گے مگر اس شخص کی (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی) ایک رات کے الہامات کے برابر بھی یہ نہیں ہو سکتے جسے شام سے لے کر صبح تک اِنِّیۡ مَعَ الرَّسُوۡلِ اَقُوۡمُ کا الہام ہوتا رہا ہے‘‘۔ (پھر آپ نے فرمایا) ’’پھر ہمارا کام یہ ہے کہ اپنے بزرگوں کی عزت کریں لیکن جب ہم ان کو انبیاء کے مقابلے پر کھڑا کرتے ہیں تو گویا خواہ مخواہ ان کی ہتک کراتے ہیں۔ ہر شخص کا اپنا اپنا مذاق ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں عام طور پر یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ کو زیادہ پیارا کون ہے۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ بڑے مولوی صاحب یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعض چھوٹے مولوی صاحب یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا نام لیتے تھے۔ ہم اس پارٹی میں تھے جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو زیادہ محبوب سمجھتی تھی۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ دوپہر کے قریب کا وقت تھا۔ کیا موقع تھا؟ یہ یاد نہیں۔ (آپ فرماتے ہیں) پہلے بھی کبھی شاید یہ واقعہ بیان کر چکا ہوں اور ممکن ہے اس وقت موقع بیان کیا ہو مگر اس وقت یاد نہیں ہے۔ (فرماتے ہیں کہ) مَیں گھر میں آیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھ سے یا حضرت اماں جان جو شاید وہیں تھیں ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہم پر جو احسانات ہیں ان میں سے ایک حکیم صاحب کا وجود ہے۔ آپ بالعموم حضرت خلیفہ اول کو حکیم صاحب کہا کرتے تھے کبھی بڑے مولوی صاحب اور کبھی مولوی نور الدین صاحب بھی کہا کرتے تھے۔ آپ اس وقت کچھ لکھ رہے تھے اور (حضرت خلیفہ اوّل کے بارے میں) فرمایا کہ ان کی ذات بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ایک احسان ہے۔ اور یہ ہمارا ناشکرا پن ہو گا اگر اس کو تسلیم نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا عالم دیا ہے جو سارا دن درس دیتا ہے۔ پھر طبّ بھی کرتا ہے اور جس کے ذریعہ ہزاروں جانیں بچ جاتی ہیں۔ یہ تو پہلے بات ہوئی جو حضرت مصلح موعود کے سامنے ہوئی۔ پھر آگے ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ اسی طرح میرے ساتھ چلتے ہیں جس طرح انسان کی نبض چلتی ہے۔ پس ایسے شخص کا کوئی حوالہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں پیش کیا جائے۔ (اس موقع پر یہ بات آپ نے کہی جب یہ مقابلہ ہو رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے اور حضرت خلیفہ اول نے یہ فرمایا ہے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں باوجود ان ساری تعریفوں کے اگر ایسے شخص کا کوئی حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے میں پیش کیا جائے۔ پھر اپنا ذکر فرمایا کہ) یا مثلاً اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلے پر میرا نام دے دیا جائے تو اس کے معنی سوائے اس کے کیا ہیں کہ ہم کو گالیاں دلوائی جائیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نظر میں حضرت خلیفہ اول کا ایک اعلیٰ مقام ہونے کے باوجود، ان کے الفاظ ان کے بارے میں جو بیان ہوئے اس کے باوجود اگر مقابلہ پہ حوالہ پیش کیا جائے تو آپ نے فرمایا یہ ایسا ہی ہے جیسے گالیاں دلوائی جائیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ) خلفاء کی عزت اسی میں ہوتی ہے کہ متبوع کی پیروی کریں۔ (یعنی جس کی اتباع کی ہے، جس کی بیعت کی ہے اس کی پیروی کریں۔ خلفاء کی عزت اسی طرح قائم رہتی ہے۔) اور اگر عدم علم کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے (یعنی خلفاء سے بھی اگر عدم علم کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے) تو جسے اس کا علم ہو اسے چاہیئے کہ بتائے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یوں فرمایا ہے شاید آپ کو اس کا علم نہ ہو‘‘۔ (پھر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ) نقد کا علم ہمیں اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے بہت زیادہ دیا ہے۔ (یعنی کسی بات کو سمجھنے کا، اس کی گہرائی میں جانے کا، اس کو پرکھنے کا، اچھی طرح چھان پھٹک کرنے کا علم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتوں کا جو علم ہے۔ فرماتے ہیں۔ وہ خلفاء کو، ہمیں اللہ تعالیٰ نے دوسروں سے بہت زیادہ دیا ہے) اور ماموریں کی باتوں کو سمجھنے کی دوسروں سے زیادہ اہلیت رکھتے ہیں۔ پھر اس بات پر غور کر کے ہم دیکھیں گے کہ کیا اس کے معنی وہی ہیں جو لوگ لیتے ہیں اور یقیناً نقد کے بعد ہم اس کو حل کر لیں گے (یعنی اس کو پرکھنے کے بعد ہم حل کر لیں گے) اور وہ حل ننانوے فیصدی صحیح ہوگا۔ لیکن اس کو حل کرنے کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ ہم آپ کے مقابل پر ہوں گے اور آپ کے ارشادات کے مقابلے میں نام لے کر ہماری بات پیش کی جائے۔ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حوالہ پیش کرے اور آگے سے دوسرا میرا نام لے دے تو اس کے معنے سوائے اس کے کیا ہیں کہ ہتک کرائی جائے۔

(خطبہ جمعہ 27/ فروری 2015ء)

08 دسمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:25	17:39
مدینہ منورہ	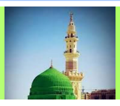	05:31	17:34
قادیان		05:49	17:25
ربوہ		05:29	17:05
اسلام آباد ٹلفورڈ	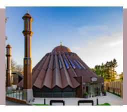	06:25	15:56